رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵ رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵ رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

خدمت شریف جناب ایڈیٹر صاحب
"الحکم" قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

اخبار بدر قادیان

ایڈیٹر:- السید محمد یوسف

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپے
رششماہی " ایک روپیہ بارہ آنے
چندہ سالانہ سرپرستوں سے ..... عہ
چندہ سالانہ امراء سے چھ روپے
ممالک غیر سے صرف ۹ شلنگ

مستقل قواعد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا (۲) دنیا میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا (۳) مخالفین کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا۔ (۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم بنانا۔

جلد ۳۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۴۲ء مطابق ۲۱ شعبان ۱۳۶۱ھ | نمبر ۱۵

شذرات

خوشخبری

یہ خبر خیر خواہانِ ہند میں کمال انبساط سے سُنی جائے گی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہندی سیرت چھپ کر مکمل ہو چکی الحمد للہ۔ اب اسکی جلد بندی ہو رہی ہے۔ اسکی تکمیل پر دو ہزار روپیہ خرچ آیا ہے۔ بلکہ کچھ زیادہ ہی۔ گو اسکی وجہ سے میں مقروض ہو گیا ہوں۔ مگر یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ ایک اہم ضرورت بفضلِ ایزدی باحسن وجوہ پوری ہو گئی۔ ہندی ہندو صاحبان کے لئے بہت عزیز ہے۔ ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ اور اس کے ساتھ ہندی کی وسعت کا ہونا بھی لازمی ہے۔ ہندو ہمارے پڑوسی اور دیوار بر دیوار بسنے والے ہیں۔ مگر آج تک یہ سرور کونین ص کی عظیم الشان شخصیت اور اسوۂ حسنہ سے کافی حد تک بے خبر تھے۔ اس کے لئے ہندو صاحبان کی نسبت درحقیقت ہم زیادہ قابل مواخذہ ہیں۔ اور ہمارا یہ فرض تھا کہ ہم انہیں سرور عالم ص کی مقدس زندگی سے آگاہ کرتے۔ تاکہ ہم ایک دوسرے کو بہتر سمجھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ قریب ہو سکتے۔ آج سے تین چار سال پہلے میں نے رسول مقبول ص کی گورمکھی سیرت شائع کرنے کا فخر حاصل کیا تھا۔ یہ گورمکھی سیرت کتنی کامیاب رہی۔ اس کے لئے یہ کہہ دینا کافی ہے۔ کہ سردار بہادر بھائی کاہن سنگھ جی جیسی فاضل شخصیت اور سردار بہادر بھائی ارجن سنگھ جیسی واجب الاحترام شخصیت نے یہ لکھا کہ اس سیرت نے آنحضرت ص اور اسلام کا روشن چہرہ پبلک کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور سکھ پریس نے یہ لکھا کہ اس شاندار لٹریچر کو دنیا کی لائبریری میں سب سے اونچی جگہ ملنی چاہیے۔ یہ ہندی سیرت خدا کے فضل و کرم سے گورمکھی سیرت سے بھی زیادہ کامیاب رہے گی۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

نیک فال :-

۲ دو والیان ریاست

یہ خبر یقیناً یقیناً ہمدردانِ اسلام میں خاص خوشی سے سُنی جائے گی۔ کہ ہندی سیرت کے لئے پہلی دو فرمائشیں دو عظیم الشان ہندو والیانِ ریاست کی ہیں۔ جن کے اسماء گرامی انشاء اللہ اپنے وقت پر ظاہر کئے جائیں گے۔ یہ فرمائشیں جب میرے ہاتھ میں پہنچیں۔ تو میں بے تحاشا سجدہ میں گر گیا۔ یہ اللہ کریم کا مجھ پر کتنا فضل و احسان ہے کہ مجھ ناتواں کے ذریعہ رسول مقبول ص کی مقدس لائف اور آنحضور کا اسوۂ حسنہ ایسی ایسی عظیم الشان شخصیتوں کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے۔ جو صاحب بھی سرور کونین ص کی پوتر لائف کو پڑھیں گے۔ کوئی وجہ نہیں کہ وہ اسلام اور حضور پر نور ص کے متعلق بہتر سے بہتر رائے قائم نہ کر سکیں اور یہی رائے ہی کسی ملک کی فضاء اور دنیا کی ذہنیتوں کو بدل سکتی ہے۔ اور بدلتی رہی ہے۔ دوست میرے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ کہ خداوند تعالیٰ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر مجھے خدمت دین کی توفیق بخشے۔

ہز ہائی نس منگرول

ہز ہائی نس منگرول نواب شیخ عبدالخالق میاں صاحب بہادر نے اپنے ایک والا نامہ میں مجھے یاد فرمایا۔ میں اس کے لئے نواب صاحب موصوف کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔ انہوں نے اپنے گرامی نامہ میں بجا یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ منگرول آپ کا گھر ہے۔ یہ واقعی صحیح۔ میں منگرول کو اپنا گھر ہی سمجھتا ہوں۔ آج کل سفر تکلیف دہ ہے۔ اور موسم بھی کوئی اچھا نہیں۔ موسم خوشگوار ہونے پر انشاء اللہ میں ضرور یہ فخر حاصل کروں گا۔ ریاست منگرول کے ساتھ جو مجھے محبت اور وابستگی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ میری دلی دعا ہے۔ کہ والئے ریاست کے اقبال اور حشمت میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی ہو۔

ہز ہائی نس بیکانیر

مجھے آج ہی ہز ہائی نس شری حضور مہاراجہ بہادر بیکانیر کا والا نامہ ملا۔ اس گرامی نامہ سے یہ معلوم ہوا۔ کہ حضور کو گلا کی تکلیف ہے میں نے آنمکرم کے لئے اللہ کے حضور بہت بہت دعا کی۔ اور میں دوستوں سے بھی یہ عرض کروں گا۔ کہ وہ بھی شری حضور مہاراجہ بہادر کی صحتوری مزاج کے لئے درد دل سے دعا کریں۔ میرا یہ عرض کر دینا بے محل نہ ہوگا۔ کہ مہاراجہ بہادر وہی شخصیت ہیں۔ جنہوں نے آج سے دو سال پہلے میرے کلام مجید کے ہندی ترجمہ کو نہ صرف خود ہی خندہ پیشانی سے لیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ اپنے ریاست کے مدارس کے لئے بطور ٹیکسٹ بک منظور فرمایا۔ اس سے مہاراجہ بہادر کی وسعت قلبی اور رواداری کا کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

بھلہ جی

تیسری فرمائش مشہور بھلہ شو کمپنی انارکلی کے مالک جناب لالہ دھنی رام صاحب بھلہ کی ہے۔ آپ کا ارشاد ہے۔ کہ سب سے پہلے یہ سیرت مجھے بھیجی جائے۔ پندرہ اگست کو جس تپاک اور محبت سے صاحب موصوف مجھے ملے۔ اس کی نیک یاد ہمیشہ ہی میرے دل میں تازہ رہے گی۔ آپ کا ارشاد تھا۔ کہ میں آپ کی کوٹھی پر ہی قیام کروں۔ اور مجھے تب چھوڑا۔ جب مجھ سے یہ وعدہ لے لیا۔ کہ میں عنقریب ہی پھر لاہور آؤں۔ اور ان کی کوٹھی پر ٹھیروں۔ آپ مرنجان مرنج طبیعت کے مالک ہیں۔ آپ کا مطالعہ بہت وسیع ہے۔ مجھے آپ نے فرمایا۔ کہ سوامی سدردانند نے اسلام کے متعلق اردو۔ انگریزی اور ہندی میں بہترین لٹریچر پیدا کیا ہے۔ آپ اس کا ضرور مطالعہ کریں۔ بھلہ ہاؤس حقیقی معنوں میں دوستوں کا گھر ہے۔ ٹیگور آنجہانی جب لاہور تشریف لائے۔ تو بھلہ ہاؤس میں ہی ٹھہرے۔ ایسے ہی سوامی سدردانند بھی۔ گو میں صاحب موصوف سے دوکان پر ملا۔ مگر اس وقت بھی دو تین بسادھو سبھاؤ شخصیتیں ان کے پاس موجود تھیں۔ میرے سامنے ایک مسلمان درویش صاحب موصوف کی دوکان پر تشریف لائے۔ بھلہ صاحب بے تحاشا ان سے لپٹ گئے۔ ایسا کہ جیسے کوئی برسوں کا بچھڑا ہوا دوست ہوتا ہے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ جب سے مجھ سے واپس تشریف لائے ہیں یہ آپ کے درشن کم ہوئے ہیں۔ انہیں اپنی کوٹھی پر ٹھہرنے کی دعوت دی۔ اور اس درویش نے یہ عذر پیش کیا۔ کہ میں نے کل فلاں وقت کی گاڑی لینی ہے۔ بھلا جی نے کہا۔ مضائقہ نہیں میری کار آپ کو وقت پر پہنچا دے گی۔ بھلہ جی کا گیتا پر بہت عبور ہے۔ جو گیتا کا گیان انہوں نے اس تھوڑے وقت میں میرے سامنے رکھا۔ میں اسکی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور ان کی چائے بلاشبہ جس کا تعلق دل کی چائے کے ساتھ تھا۔ بھلا میں اس دل کی چائے کو کیوں بھولنے لگا۔

صدیق اکبرؓ کی ہندی سیرت

ان دنوں میں کلام مجید کے گورمکھی ترجمہ کی نظر ثانی میں مصروف ہوں۔ کیونکہ اس کا پہلا ایڈیشن قریباً ختم ہی سمجھئے۔ اور نظر ثانی بھی انشاء اللہ اگر حالات سازگار رہے۔ تو تین چار ماہ میں ختم ہو جائے گی۔ اب میرا دل یہ چاہتا ہے۔ کہ خلافت راشدہ کی سیرتوں کو ہندی جامہ پہنایا جائے۔ کون خلافت راشدہ جس کے متعلق جناب گاندھی جی کو شروع ہی میں کانگرسی وزارتوں کو یہ نصیحت کرنی پڑی۔ کہ آپ کا طرز حکومت خلفائے راشدہ کے طرز حکومت پر ہونا چاہیئے۔ میرا خیال ہے۔ کہ انشاء اللہ خلفائے راشدہ کی سیرتیں ضرور ہی ہمارے ہمسایہ پر نیک اثر ڈالنے کا موجب ہوں گی۔ کیونکہ اس میں ایک آئیڈیل حکمران کا نمونہ دکھلایا گیا ہے۔ ایسا نمونہ جو باوجود بادشاہ ہونے کے فقیر تھے۔ ایک دفعہ میں انجمن حمایت اسلام کے جلسہ میں مدعو تھا۔ اور اسی جلسہ میں پروفیسر رحم چند کمار جو تھیا سوفیکل سوسائٹی کے لیڈنگ ممبر ہیں۔ لیکچر کے لئے مدعو تھے۔ آپ نے اپنے لیکچر میں یہ کہا۔ کہ ایک کٹر آریہ نے میرے سامنے یہ کہا۔ کہ میں نے ہر چند یہ کوشش کی۔ کہ مجھے حضرت عمرؓ کی زندگی پر کہیں انگل رکھنے کا موقعہ مل سکے۔ مگر میں باوجود بسیار کوشش کے بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ لہذا اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ خلفائے راشدہ کی مقدس سیرتوں کا ہندی میں آنا کتنا ضروری ہے۔ بعض دوستوں کی یہ بھی خواہش ہے۔ جس میں ڈاکٹر برکت علی صاحب اور ملک غلام فرید صاحب ہیں۔ کہ میں حدیثوں کا ہندی ترجمہ کروں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اور دوست بھی اپنی قیمتی رایوں سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ فیصلہ کیا جا سکے۔

جناب ڈاکٹر برکت علی صاحب

ابھی ابھی مجھے جناب ڈاکٹر برکت علی صاحب کا والا نامہ ملا ہے۔ جس میں آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تیار ہونے پر فوراً ہی ہندی سیرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک کاپی مجھے بھی جائے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف ایسے ٹھوس تبلیغی لٹریچر کو غیر مسلموں کے ہاتھوں تک پہنچانے کے جتنے خواہشمند ہیں۔ اگر ایسے چند اصحاب اور بھی پیدا ہو جائیں۔ تو کم از کم پنجاب میں کافی حد تک غیر مسلموں میں تبلیغ کا سوال طے ہو سکتا ہے۔ اسوقت تک قرآن مجید کے گورمکھی و ہندی تراجم سے کئی غیر مسلم اصحاب کو صاحب موصوف

شدھی اور آریہ سماج

آریہ گزٹ لکھتا ہے۔ کہ:۔ "ہندو مسلمانوں سے چھوت چھات کرنے پر روا جا مجبور ہیں۔ کوئی غیر ہندو اگر ویدک سچائیوں کو قبول کر بھی لے۔ تو بنا شدھ ہوئے اس کا اچھوت پن دور نہیں ہوتا۔ دراصل شدھی کا رواج محض اس چھوت چھات کو دور کرنے کی خاطر اور ایک غیر ہندو کو ہندوؤں میں داخل کرنے کی خاطر ہی ڈالا گیا ہے۔ ورنہ سچائی کو قبول کرنے کے لئے کسی کی شدھی کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایک غیر ہندو سماج کی موجودگی میں ویدک سچائیوں کو قبول کر کے ایک غیر ہندو بھی اپنے اہل و عیال اور خاندان اپنے دوستوں اور رشتہ داروں میں اسی آزادی اور بے فکری سے رہ سکتا ہے۔ جیسے ایک ہندو آریہ سماج کی ممبری اختیار کرنے کے بعد رہتا ہے۔ اسی لئے ایک غیر ہندو آریہ سماج کی ضرورت ہے۔ جس میں شدھی کا اڑنگا کسی غیر ہندو کے راستہ میں کھڑا نہ کیا جاوے۔ ہمارا مقصد صرف سچائی کو پھیلانا ہونا چاہیئے۔ نہ کہ کسی قومیت کو بڑھانا۔ اگر کوئی ہندوؤں میں شامل نہ ہونا چاہے۔ تو اس کو مجبور کیوں کیا جائے۔ آریہ سماج ہندوؤں کے اندر سے ان خرابیوں کو دور کرنے میں کامیاب نہیں ہوا۔ جن سے تمام ہندوستانی قوم نالاں ہے۔ ذات پات۔ اچھوت پنا۔ فرقہ بندی۔ عورتوں کی زبوں حالت بدستور موجود ہیں۔ اس لئے غیر ہندوؤں کو ان کے اندر شامل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی ہندو غیر ہندو سماج کا ممبر بننا چاہے۔ تو وہ اس شرط پر بنایا جاوے۔ کہ وہ غیر ہندوؤں سے رشتہ ناطہ قائم کر کے اپنی جملہ خرابیوں کو چھوڑنے کی پرتگیا کرے۔" (آریہ گزٹ ۱۹ جولائی ۱۹۲۲ء)

آریہ گزٹ کا یہ اقتباس کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اس میں آریہ گزٹ نے جو اپنی بے بسی کا اظہار کیا ہے۔ وہ واقعی قابل رحم ہے۔ اس حالت کی موجودگی میں کیا ہم شدھی کی تحریک کو کامیاب کہہ سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں وہی چیزیں ایسی ہیں۔ جو غیروں کو متنفر کر سکتی ہیں۔ یا جسکا ایک تبلیغی جماعت میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ جسے پنجابی میں روٹی اور بیٹی کا تعلق کہتے ہیں۔ یعنی اکٹھے مل کر کھانا اور باہمی رشتے ناطوں کا ہونا۔ اسلام میں یہ دونوں چیزیں باحسن وجوہ موجود ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام روز افزوں ترقی پر ہے۔ اور ہندو صاحبان میں جب تک منوسمرتی اور منوشاستر موجود ہے ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے ساتھ کیا گذری؟

پندرہ اگست کو مجھے ایک ضروری کام کے لئے لاہور جانا پڑا۔ لاہور سے میں بالعموم شام کو واپس آجایا کرتا ہوں مگر اس سفر میں میں سوء اتفاق سے پختہ فرش پر گر پڑا جس سے بہت چوٹیں آئیں۔ جن کا اثر ابھی تک ہے۔ اسلئے مجبوراً دو روز لاہور ٹھہرنا پڑا۔ تیسرے روز شام کو جب میں گھر پہنچا۔ تو حالات سے آگاہ ہو کر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ مجھے بتلایا گیا۔ کہ میں نے جو بھینس نوین پنڈ ایک رشتہ دار کے ہاں رکھی ہوئی ہے۔ ۱۶ اگست کو ایک چھوٹا لڑکا صبح کے وقت اس بھینس کو نہلانے کے لئے قریب کے ایک جوہڑ میں لے گیا۔ بھینس کچھ منہ زور ہو کر ایک چری کے کھیت میں چلی گئی۔ ننھا بچہ باوجود کوشش کے بھی اسے قابو نہ کر سکا۔ چری کا کھیت بھی وہ جو میرے آدمی نے میرے لئے ۱۰ اگست کو خریدا تھا۔ مولوی فرزند علی خاں صاحب ناظر بیت المال کا نوکر جس کا نام شیر محمدؐ عرف شیرا ہے۔ اور جو ایک یا دو سری وجہ سے غیر معمولی منہ زور ہے۔ یا اسے منہ زور بنا دیا گیا ہے گذشتہ سال اس منہ زور شخص نے ایک بڑھیا عورت کا ناک میں دم کر دیا تھا۔ عورت بھی کون جو مولوی فرزند علی خاں صاحب کے صاحبزادہ کی حقیقی دادی ساس تھی۔ یہ بزرگ اور بیوہ عورت اس منہ زور شخص کی بدخلقی اور درشت کلامی سے تنگ آکر میرے پاس روتی ہوئی آئی۔ آخر میں خانصاحب موصوف کو یہ کہنے پر مجبور ہوا۔ کہ یہ بزرگ عورت آپکی بھی رشتہ دار ہے۔ اپنے رشتہ داروں کی نوکروں سے بے عزتی کروانا ٹھیک نہیں۔ پھر کہیں جا کر یہ معاملہ سلجھا۔ اب اسی منہ زور شخص کا لڑکا (جس کی عمر ۲۷-۲۸ سال کی ہے) اس چھوٹے بچہ سے میری بھینس کو چھین کر اپنے گھر لے جا کر باندھ لیا۔ وہ چھوٹا لڑکا روتا ہوا میرے مکان پر آیا۔ میں لاہور میں بیمار پڑا تھا۔ میری عدم موجودگی میں میرے تین لڑکے اس بھینس کی تلاش کے لئے نکلے۔ پہلے انہوں نے کانجی ہاؤس میں دیکھا۔ پھر عزیز محمدؐ ادریس مع اپنے چھوٹے بھائی عزیز بشیر احمدؐ شیرا کے مکان پر گئے۔ بھینس اس کے مکان میں بندھی ہوئی تھی۔ جس کے بدن پر لاسیں پڑی ہوئی تھیں۔ جن کا صاف مطلب یہ کہ اس بھینس کو بہت بے دردی کے ساتھ پیٹا بھی گیا تھا۔ میرے لڑکوں کو چاہیئے تھا کہ وہ فوراً ہی پولیس میں اطلاع دیتے۔ کہ ہماری بھینس چوری ہو گئی ہے۔ اور فلاں شخص کے گھر میں اس وقت موجود ہے مگر بچوں نے شرافت سے کام لیا۔ یہ خیال کر کے کہ شیرا مولوی فرزند علی خاں صاحب کا نوکر ہے۔ اور ہماری ان سے کچھ رشتہ داری بھی ہے۔ اس معاملہ کو پولیس میں لے جانا پسند نہ کیا۔ اور میرے بڑے لڑکے عزیز محمد ادریس نے یہ کہہ کر کہ یہ بھینس ہماری ہے۔ کھونٹے سے کھولنی شروع کر دی۔ اسی اثنا میں شیرا کے ۲۷ سالہ نوجوان لڑکے نے میرے لڑکے عزیز محمدؐ ادریس پر بے تحاشا لاٹھیاں برسانی شروع کر دیں۔ ایک لاٹھی سر پر بھی پڑی۔ اور باقی پیٹھ پر۔ مگر میرے لڑکے نے بہت صبر سے کام لیا۔ اور ہاتھ نہ اٹھایا۔ مگر اس کے بعد اس ظالم شخص نے میرے چھوٹے لڑکے عزیز بشیر احمدؐ جس کی عمر تیرہ چودہ سال کی ہوگی۔ کے سر پر زور سے لاٹھی ماری۔ جس سے یہ چھوٹا بچہ چکر کھا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اگر اس پر ایک اور لاٹھی پڑ جاتی۔ تو وہ یقیناً چت تھا۔ یہ نقشہ دیکھ کر بڑے بھائی سے برداشت نہ ہو سکا۔ اور وہ اس ظالم سے گتھم گتھا ہو گیا۔ میرے دونوں لڑکے نہتے تھے۔ اگر ان کی نیت فساد کی ہوتی۔ تو پھر وہ نہتے نہ ہوتے۔ جب ادریس اور شیرے کا لڑکا گتھم گتھا ہو رہے تھے۔ تو ایک اور لڑکا مدد کے لئے آیا۔ اس لڑکے کو اتفاق حسنہ سے شیرا اور اس کے لڑکے نے میرا لڑکا ہی سمجھا۔ اس کے بعد شیرا مولوی فرزند علی خاں صاحب کے پاس گیا۔ اور ان کے سامنے معاملہ کو بہت بگاڑ کر پیش کیا۔ خانصاحب کا یہ فرض تھا۔ کہ وہ میرے لڑکوں سے بھی دریافت کر لیتے۔ اگر وہ یہ کہیں کہ میں بیمار تھا۔ تو اس بیماری کی حالت میں ہی انہوں نے شیرے کا سچ جھوٹ سننا۔ اور پھر اس بیماری میں ہی انہوں نے ناظر صاحب امور عامہ کو بھی مخاطب کیا۔ اور غالباً ڈاکٹر صاحب کو بھی سرٹیفکیٹ کے لئے بہرحال میرے لڑکے سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ شیرے کے لڑکے کا نور ہسپتال سے ڈاکٹر محمد دین صاحب سے سارٹیفکیٹ حاصل کیا گیا۔ اور یہ معاملہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ جنرل پریذیڈنٹ کے ذریعہ اور ناظر صاحب امور عامہ کے ایماء پر پولیس کے حوالہ کیا گیا۔ اور زور دیا گیا۔ کہ فوراً ہی ایڈیٹر نور کے چاروں لڑکوں کے برخلاف پرچہ چاک کر کے ہتھکڑیاں لگا لی جائیں۔ دو دور اندیش شخصوں نے جس میں ایک ہندو جنٹلمین اور ایک مسلمان صاحب تھے۔ جن کا میں بے حد مشکور ہوں۔ نے کہا۔ کہ لڑکوں کا والد یہاں نہیں ہے۔ کوئی لڑکا بی۔ اے میں پڑھ رہا ہے۔ کوئی گریجوایٹ ہے۔ آپ ان کی زندگیوں کو کیوں خراب کرتے ہیں۔ کم از کم ان کے والد کا تو انتظار کر لیجئے۔ مگر مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ نے کہا۔ کہ انتظار کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم دنیا میں مساوات قائم کرنا چاہتے ہیں۔ کچھ پروا نہیں۔ خواہ یہ ایڈیٹر نور کے لڑکے ہیں۔ مجھے بتلایا گیا۔ کہ جب مولوی عبدالرحمٰن صاحب یہ کہہ رہے تھے۔ تو مارے خوشی اور جوش کے ان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اگر میرے چاروں نہیں بلکہ نو بچوں کی قربانی کے بعد مساوات قائم ہو سکتی۔ تو کم از کم میرے لئے یہ سودا کچھ مہنگا نہ تھا۔ جب مولوی عبدالرحمٰن صاحب کے زور دینے پر انچارج صاحب پولیس چوکی قادیان پرچہ چاک کرنے لگے۔ تو انہوں نے مدعی کو کہا۔ کہ کس لڑکے نے تم پر وار کیا اس نے اس بیچ بچاؤ یا مدد کرنے والے لڑکے کو بتلایا۔ چنانچہ اس لڑکے کو اسی وقت بلایا گیا۔ اور مدعی نے اس لڑکے کو پہچان کر کہا۔ کہ ہاں اسی لڑکے نے مجھ پر وار کیا۔ (مدعی غلطی سے اس لڑکے کو میرا لڑکا سمجھ رہا تھا) مگر اتفاق حسنہ سے وہ لڑکا نکل آیا مولوی فرزند علی خاں صاحب کا حقیقی بھانجا (ہمشیرہ زادہ)

واہ قسمت دہا ولیا ردھی سی کھیرتے ہو گیا دلیا

یہ قدرتی بات ہے۔ پانی کی نسبت خون گاڑھا ہوتا ہی ہے۔ کہاں مولوی فرزند علی خاں صاحب ناظر بیت المال کا بھانجا اور کہاں ایک بے زر۔ بے در۔ بے گھر۔ بے پر نومسلم کے لڑکے۔ بس پھر کیا تھا۔ اسی وقت کانٹا بدل گیا۔ اور مساوات کا ہل فوراً ہی لمبا پڑ گیا۔ اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ ایک منٹ بھی پولیس چوکی میں نہ ٹھہر سکے۔ مجھے مولوی عبدالرحمٰن صاحب پر چنداں گلہ نہیں۔ کیونکہ تیر کا کیا قصور۔ ہاں ناظر صاحب امور عامہ یا ان سے اتر کر ان کے قائم مقام مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو کم از کم یہ واجب تھا۔ کہ پہلے تو شیرا سے یہ دریافت کرتے۔ کہ تم نے اس بھینس کو اپنے گھر میں کیوں باندھا۔ میرے لڑکے کا اپنی بھینس کو کھولنا کوئی جرم نہیں۔ ہاں شیرے یا اس کے لڑکے کا پرائی بھینس کو اپنے گھر میں باندھنا اس جرم کا کیا ٹھکانا۔ اس کا فرض تھا۔ کہ اس بھینس کو کانجی ہاؤس میں لے جاتا۔ پھر ناظر صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امور عامہ یا مولوی عبد الرحمن صاحب جٹ کا یہ فرض تھا۔ کہ وہ میرے لڑکے سے بھی پوچھتے۔ کہ کیا معاملہ تھا۔ اور اگر لڑکے کے بیان سے ان کی تسلی نہ ہوتی۔ تو پھر مجھے لاہور میں میرے گھر سے پتہ لیکر تار دے دیتے۔ تار کے ڈبل پیسے مجھ سے چارج کر لیتے۔ اس کے بعد کوئی قدم اٹھاتے۔ مگر یہ تو وہاں ہو۔ جہاں بھائی بندی اور اخوت ہو۔ (باکم از کم مجھے اپنا بھائی سمجھا جاتا۔ جہاں حاکمی اور محکومی کا خیال ہو۔ وہاں یہ خیال آئے تو کیوں؟ مگر میں نے تو بعض حاکموں کو بھی بڑا مہربان اور صاحب اخلاق پایا ہے۔ اس واقعہ سے میرے لڑکوں پر جو اثر پڑ سکتا ہے۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں ہیں پہلے ہی اپنے بڑے لڑکے عزیز آصف کے لئے بہت پریشان ہوں۔ اور اس کے واپس لانے کے لئے مجھے جو جو کچھ اٹھانے پڑے۔ اور لا انتہا بار لاہور جانا پڑا۔ اس کا کچھ اندازہ آپ ان دو خطوں سے لگا سکتے ہیں۔ پہلا خط ۷ مئی ۳۷ء اور دوسرا ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء کا۔ ان خطوط کے اندراج سے پہلے میری ان تعارفی سطور کا پڑھ لینا ضروری ہے۔ جب میں نے اپنے اس لڑکے (عزیز آصف) کے خیالات میں فرق پایا۔ میں جانتا تھا۔ کہ بچہ ہونہار ہے۔ اور میری خواہش تھی۔ کہ یہ قادیان سے الگ نہ ہو۔ (اپنے اور بیگانے مانتے ہیں کہ یہ لڑکا اچھا لکھنے والا ہے) میں اس لڑکے کو سمجھانے کے لئے کئی بار لاہور گیا۔ جس کے گواہ حافظ عبد الجلیل خاں صاحب مالک "رفیق مرلیفیاں میڈیکل ہال موچی گیٹ" ہیں۔ ۲۷ اپریل ۳۷ء کو میں نے اپنے اس لڑکے کو پورے تین گھنٹے حافظ صاحب موصوف کے مکان پر سمجھایا۔ آخر یہ مان گیا۔ کہ میں کل حضرت صاحب (خلیفۃ المسیح) کو خط لکھوں گا۔ اور خود بھی جلد قادیان پہنچ جاؤں گا یہ دونوں خط جو درج ذیل ہیں۔ حافظ صاحب موصوف کے ہیں۔

پہلا خط ۷ مئی ۱۹۳۷ء

مکرمی شیخ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کے تین خط ملے۔ میں نے جواب نہیں دیا۔ اسکی وجہ یہ تھی۔ کہ میں انتظار میں تھا۔ کہ عزیز آصف مجھے ملے۔ چنانچہ آپ کے جانے کے دوسرے دن عزیز آیا۔ اور کہا۔ کہ میں حضرت صاحب کو خط لکھ رہا ہوں۔ اور جلدی واپس قادیان چلا جاؤنگا۔ میں نے کہا۔ کہ اچھی طرح سوچ لو۔ پھر رائے نہ بدلنا۔ اس نے کہا۔ کہ میں نے سوچ لیا ہے میں نے کہا۔ کہ کل مجھے ملو۔ اس کے بعد وہ نہیں آیا۔ میں خود حیران تھا۔ کہ آپ مجھ پر افسوس کریں گے۔ کہ میرے خطوں کا جواب کیوں نہیں دیا گیا۔

دوسرا خط۔ لاہور ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء

مکرمی شیخ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا افسوس بجا ہے۔ مجھے تو عزیز آصف نے کہا۔ کہ میں پرسوں تک ضرور قادیان چلا جاؤں گا۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ وہاں پہنچنا تو درکنار۔ مجھے بھی اس نے ملنا پسند نہیں کیا۔ کل شام کے قریب عزیز ہارون الرشید (میرا چھوٹا لڑکا) یہاں آیا۔ اس وقت جب میں یہ خط لکھ رہا ہوں۔ وہ مزنگ اپنے ماموں کے پاس (ان دنوں اس کے ماموں شیخ محمد شفیع صاحب مزنگ کے تھانہ میں سینئر انچارج لگے ہوئے تھے) ملنے گیا ہے۔ اپنا نتیجہ (میٹرک کا) دیکھ کر شاید واپس آجائے۔ عزیز آصف کے متعلق اس سے میری پریشانی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اگر میرے ساتھ دوسرے بھی تعاون کرتے۔ تو میرا خیال نہیں بلکہ یقین تھا۔ کہ عزیز آصف اتنا دور نہ جاتا۔ (میں اب بھی خدا کی درگاہ سے بے امید نہیں) اسے بھی ایڈیٹر نور کا لڑکا ہونے کی وجہ سے ایسی ٹھوکریں لگائی گئیں جیسی کہ میرے ان لڑکوں کو لگائی جا رہی ہیں۔ لڑکے ذکی الحس ہوتے ہیں۔ اب میرے جن لڑکوں کو ٹھوکریں لگائی جا رہی ہیں۔ ان میں سے ایک گریجوایٹ ہے۔ اور ایک بی۔ ایس۔ سی کے آخری سال میں۔ ان پر جو اثر ہو سکتا ہے۔ وہ کسی وضاحت کا محتاج نہیں کیا انہوں نے نہ دیکھا۔ کہ جب میرا اور میرے لڑکوں کا معاملہ رہا۔ تو مساوات کا ڈھنڈورا پیٹا گیا۔ اور جب مولوی فرزند علی خاں صاحب کے بھانجے کا معاملہ آیا۔ تو یہ مساوات کا بل معاً لمبا پڑ گیا۔ اس امتیاز کا جو اثر ہو سکتا ہے۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ مگر مجھے اس کا ایک فائدہ بھی ہوا۔ وہ یہ کہ اب میرے کہلانے والے دوستوں نے میرے متعلق اپنی پالیسی کو کوئی معمہ نہیں رکھا۔ میں اس کے لئے تیار ہوں۔ کہ یہ معاملہ بے شک کسی ثالث کے سپرد کر دیا جائے۔ حضرت سے بڑھ کر اور کون منصف ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر حضور پر نور کو فرصت نہ ہو۔ تو پھر بے شک کسی ایسے ثالث کے سامنے رکھا جائے۔ جس کا دماغ قانونی ہو۔ جذباتی نہ ہو۔ مثلاً چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب چودھری نواب محمد الدین خاں صاحب۔ خان بہادر چودھری نعمت اللہ خاں صاحب۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحب۔ نواب اکبر یار جنگ بہادر ثالث ایک ہو۔ میں دو کا قائل نہیں۔ مگر ثالث کے سامنے مجھے ڈیفنس کا پورا حق ملنا چاہیئے۔ اور مجھے یہ بھی حق ہونا چاہیئے۔ کہ اس مقدمہ کی میں مکمل روئداد شائع کر سکوں اگر ثالث کے نزدیک میں قصوروار ٹھیروں۔ تو میری وہ سزا جو کالے چور کی۔ ورنہ میں اپنے بھائیوں سے نہایت محبت بھرے دل سے یہ عرض کروں گا۔ کہ وہ اپنے بھائیوں کو جو اپنے تو اعتقاد اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر بے یار و مددگار یہاں پڑے ہیں۔ ان کے جذبات سے اس طرح نہ کھیلیں

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

یہ حضرت کی خاص مہربانی ہے۔ کہ انہوں نے آپ صاحبان کو یہ عزت بخشی۔ ورنہ جماعت میں خدا کے فضل و کرم سے آپ سے بڑھ کر سوچنے اور سمجھنے والے موجود ہیں۔

میں کوئی ایسا گلہ گزار نہیں۔ بلکہ تحدیث بالنعمت کے طور پر یہ کہتا ہوں۔ کہ خدا نے مجھے کچھ انتظامی مادہ بھی دیا ہے۔ کچھ بولنے اور لکھنے کی طاقت بھی بخشی ہے۔ جو شخص قادیان میں بے یار و مددگار ہو کر قرآن مجید کے ایک نہیں دو زبانوں میں تراجم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورمکھی و ہندی سیرت جن پر ہزارہا روپیہ خرچ آیا۔ شائع کر سکتا ہے۔ وہ دوسری جگہ رہ کر بھوکا نہیں مر سکتا۔ ہاں عقیدت کی دنیا دوسری ہے۔

زلبسکہ شد دل حافظ رمیدہ از ہمہ کس
کنوں ز حلقہ زلفت بدر نمے آید

جائیے ذرا انجمن حمایت اسلام کے ناظموں سے دریافت کیجئے! جن کے پلیٹ فارم پر لیکچر دینا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں۔ اور جہاں بڑے بڑے طرار لیکچرار بسا اوقات پندرہ بیس منٹ کے بعد ہی رہ جاتے ہیں۔ میرے لیکچر اس پلیٹ فارم پر سالہا سال تک جاری رہے۔ کس کی صدارت میں۔ جناب سر شفیع مرحوم جن سے بڑھ کر نقاد شاید ہی کوئی ہو اور خدا کے فضل سے یہ مجھے ہی یگانہ فخر رہا۔ کہ اگر مجھے ایک گھنٹہ دیا گیا۔ تو پبلک نے مجبور کیا۔ اور میرے لیکچر دو دو گھنٹے تک جاری رہے۔ اس وقت ہندوستان میں کون نومسلم ہے۔ جس نے تین درجن سے زیادہ تبلیغی کتابیں لکھی ہوں۔ جس نے ایک نہیں دو زبانوں میں کلام مجید کے تراجم کئے ہوں۔ جس نے ہندی اور گورمکھی میں آنحضرت صلعم کی سیرت لکھی ہو۔ اور جس نے تیس سال سے زیادہ عرصہ تک ایک اخبار کو بے سر و سامان کی حالت میں نہایت شان سے چلایا ہو۔ اور تو اور ہندوؤں اور سکھوں نے بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس لٹریچر کی دل کھول کر تعریف کی ہو۔ میری تحریر میری تقریر ہمیشہ اور ہمیشہ ہی خدا کے فضل وکرم سے جماعت کا نام روشن کرنے کا موجب رہی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

جب مجھے کسی والئے ریاست کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ اور میرے گورمکھی و ہندی تراجم کو انہوں نے دیکھا۔ تو سب سے پہلے بالعموم یہی فقرہ ان کی زبان سے نکلا۔ کہ قادیان کی جماعت بہت کام کر رہی ہے۔ اور کسی والئے ریاست کی زبان سے یہ لفظ سنکر جو خوشی مجھے ہوتی۔ اس کا کچھ اندازہ میرا ہی دل لگا سکتا ہے۔ یہ گذشتہ ہی سال کی بات ہے۔ کہ جب مجھے ہز ہائی نس شری حضور مہاراجہ بہادر کشمیر کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر کلام مجید کے ہندی ترجمے کا بے بہا تحفہ پیش کرنے کا فخر حاصل ہوا۔ اور کرنل سر ہاکسر صاحب بہادر جو فارسی اور ہندی کے بہترین ادیب ہیں۔ اتفاق حسنہ سے دربار میں موجود تھے۔ اور جب انہوں نے یہ ہندی ترجمہ پڑھا۔ تو انہوں نے نہ صرف یہی فرمایا۔ کہ اس ترجمہ کی بھاشا بہت شستہ ہے۔ اور پنڈت مدن موہن مالویہ نے بھی تعریف کی ہے۔ بلکہ یہ بھی کہ قادیان کی جماعت بہت تعمیری کام کر رہی ہے جس کے نتیجہ میں بین الاقوامی حالات کا سدھرنا ایک قدرتی بات ہے۔ اور یہی اثر دیگر والیان ریاست کے دلوں پر بھی پڑا۔ گذشتہ سے پیوستہ سال نہ صرف یہی کہ ہز ہائی نس شری حضور مہاراجہ بہادر بیکانیر نے خود ہی کلام پاک کے ہندی ترجمہ کو خندہ پیشانی سے لیا۔ بلکہ اپنے فرمان کے ذریعہ بیکانیر کی ریاست کے کل مدارس میں اسے بطور انعامی کتب کے منظور فرمایا۔ اور ہر ایک سکول کی لائبریری میں اس کی ایک ایک کاپی کا رکھنا ضروری قرار دیا۔

شری حضور مہاراجہ بہادر پٹیالہ کے تو کہنے ہی کیا۔ میرے اس کام کا جو سرگباشی مہاراجہ بہادر پر اثر پڑا۔ اور موجودہ مہاراجہ بہادر پر۔ اس کا اندازہ قادیان والے شاید اتنا نہ لگا سکیں۔ جتنا کہ پٹیالہ والے۔ ان شاندار کاموں کی وجہ سے میں پیچھے سامنے آتا ہوں۔ اور پہلے جماعت۔ اور ایسا ہونا ہی چاہیئے۔ مرحوم نواب صاحب بہادر آف منگرول نے مجھے ایک دفعہ فرمایا کہ جماعت آپ کی کیا مدد کرتی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ انکی کچھ کم مدد ہے۔ کہ مجھے انہوں نے اس قابل بنایا۔ جو کام بھی میرے سپرد کیا گیا۔ میں نے اسے پوری دیانت اور امانت سے نبھایا۔ شہر کی کمیٹی کا خاصی مدت تک میں ممبر انچارج رہا۔ ہم دو ممبر تھے۔ اور مخالف تین۔ مگر میں نے ایسی حکمت سے کام چلایا۔ کہ فوقیت ہمیں ہی رہی۔ پہلے ممبر بارہ سال تک اتنا کام نہ کر سکے جو خدا کے کرم سے میں نے تین سال میں کر دکھلایا۔ جب تک آریوں میں بالعموم اور سکھوں میں بالخصوص تبلیغ کا کام میرے ہاتھ میں رہا۔ نہ صرف یہی کہ میری تحریر اور تقریر نے کسی مرحلہ پر اشارۃً اور کنایتاً بھی کوئی بدمزگی پیدا نہ کی۔ بلکہ بالخصوص سکھ ہمارے قریب اور قریب تر ہوتے گئے۔ ذرا آج کی سکھوں کی فضاء اور آج سے پندرہ سال پہلے کی سکھوں کی فضاء کا اندازہ لگایئے اور خدا کے فضل سے میرے لیکچر اتنے کامیاب رہے۔ کہ دو دو سو روپیہ ماہوار لینے والے مبلغوں کے کیا رہیں گے۔ اگر باور نہ ہو۔ تو اب بھی تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔

ہمیں میداں ہمیں چوگاں

غالباً یہ جولائی ۱۹۲۵ء کا واقعہ ہے۔ ایبٹ آباد کی فضاء ہمارے متعلق بہت خراب تھی۔ مجھے ایسے حالات میں لیکچر کے لئے کھڑا ہونا پڑا۔ ۲½ گھنٹے لیکچر جاری رہا۔ جب میں نے لیکچر ختم کیا۔ تو سب سے پہلے صاحبزادہ سر عبدالقیوم خاں مرحوم نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور لیکچر کی کامیابی پر مبارکباد دی۔ اور کہا۔ کہ میرے لئے یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ میں ایک ایسا علمی لیکچر سن رہا ہوں۔ وہیں خان بہادر مولوی غلام محی الدین خاں صاحب جو ان دنوں انجمن حمایت اسلام کے سیکرٹری تھے۔ مجھ سے وعدہ لیا۔ کہ آپ نے انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ پر ضرور شمولیت کرنی ہوگی۔

تبلیغ پر باہر جانے کے لئے رات کو کہا گیا۔ میں نے عذر نہیں کیا۔ دن کو کہا۔ انکار نہیں کیا۔ کام کا انبار۔ بچے بیمار مگر میں ہر وقت تیار۔ مہینہ میں بالعموم بیس بیس روز باہر رہنا اور کئی کئی میل جیٹھ اور اساڑھ کی چلچلاتی دھوپ میں پیدل چلنا۔ پتھروں کی بارش میں لیکچروں کے لئے کھڑے ہونا اور لیکچر کے ختم ہونے پر ان پتھروں کا پھولوں سے بدل جانا۔ اگر باور نہ ہو۔ تو ذرا نیر صاحب سے پوچھ لیجئے۔ معاوضہ تو دور کی بات بعض اوقات کرایہ بھی اپنی گرہ سے ادا کیا جب گھر میں واپس آنا دوسرے مبلغوں کے لئے تو ریسٹ Rest ہوتا تھا۔ مگر میرے سامنے کام کا انبار۔ خطوط کا ڈھیر۔ اخبار لیٹ در لیٹ۔ آٹا ختم۔ ایندھن ندارد۔ ملازم رکھنے کی توفیق نہیں۔ کاتب مضمون کے لئے سر پر کھڑا۔ رات دن وہ مار مار در دوڑ دھوپ کہ خدا کی پناہ۔ ابھی پہلا کام ختم ہونے نہیں پایا۔ دوسری جگہ جانے کے لئے اور آرڈر آیا۔ میں نے دس پندرہ روپے ماہوار کے کلرک کے لئے عرض کیا۔ مگر شنوائی نہ ہوئی۔ اس غیر معمولی دوڑ دھوپ اور محنت کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ میری صحت برباد ہو گئی میں دمہ اور ذیابیطس جیسے دو خطرناک روگوں میں مبتلا ہو گیا۔ میں نے باہر تبلیغ پر جانے سے اس وقت عذر کیا جب مجھے ان دونوں بیماریوں نے بہت بری طرح دبا لیا۔ پھر بھی میں نے نوعیت کو بدلا۔ کام کو نہیں۔ میں نے اس بیماری میں بہترین تبلیغی لٹریچر دیا۔ مثلاً قرآن مجید کے گورمکھی و ہندی تراجم۔ گورمکھی ہندی سیرت وغیرہ۔ جس کی اور تو اور سکھوں ہندوؤں اور آریوں تک نے بھی دل کھول کر تعریف کی۔ اور جس شاندار لٹریچر نے کافی حد تک فرقہ وارانہ فضا کو بدل دیا۔ میں یہ تو نہیں کہتا۔ کہ میرا سونا بھی پیتل ہے۔ مگر اس میں کیا کلام۔ کہ گھر کی مرغی دال برابر ہوتی ہے۔ مگر میں تو ٹھہرا دال سے بھی گیا گذرا۔

میں نے اس وقت تبلیغی لائن میں قدم رکھا۔ جب مجھے ابھی ڈاڑھی اور مونچھ کا آغاز تھا۔ اب میں پچاسویں سال میں ہوں۔ میں یہ تو نہیں کہتا۔ کہ ع

اکھیاں جل بھریاں بے قدراں نال لایاں

ہاں اس میں کیا کلام کہ ع

گھردا جوگی جوگلا باہردا جوگی سدھ

ایسا خادم جس نے میدانِ تبلیغ میں اس وقت قدم رکھا جب اسکی عمر سترہ اٹھارہ سال کی تھی۔ جس نے اس عرصہ میں قوم کو شاندار تبلیغی لٹریچر دیا۔ میری کتاب "باوا نانک کا مذہب" کی ہندوستان کے بیس چوٹی کے اخباروں نے دل کھول کر تعریف کی۔ اور بڑے بڑے والیانِ ریاست نے اسے اپنی لائبریریوں میں اونچی جگہ دی۔ گورمکھی سیرت۔ گورمکھی و ہندی تراجم کے متعلق خود سکھوں۔ ہندوؤں اور آریوں کے پریس نے یہ لکھا کہ اس شاندار لٹریچر کو دنیا کی لائبریریوں میں سب سے اونچی جگہ ملنی چاہیئے۔ مگر ایسے شخص کے بچوں کو جیل میں بھجوانے کے لئے بہانے تلاش کئے جا رہے ہیں۔ کے کہنے کے لئے تو میں ابھی تیار نہیں مگر اس کا حل بھی مجھے کوئی نہیں ملتا۔ کہ جب مولوی فرزند علی خاں صاحب کے بھانجے کا سوال آیا۔ تو یہ کانٹا کیوں بدل گیا؟ ممکن ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسکی یہ وجہ ہو۔ کہ میں خوش قسمتی سے نومسلم ہوں۔ اور خون پانی کی نسبت گاڑھا ہوتا ہی ہے۔ دیر سے میرے کانوں میں یہ بھنک پڑ رہی تھی۔ کہ مجھ پر اویر یا سویر ابر کرم کی بارش ہونے والی ہے۔ مگر میں نے کبھی اس بات کو وقعت نہ دی۔ کیونکہ میں ایک گوشہ نشین ہوں۔ مجھ پر یہ عنایت ہو تو کیوں؟ میں اپنے آپ کو اس قابل نہ پاتا تھا۔

مگر فارسی کی یہ مشہور ضرب المثل بے معنی نہ تھی۔

تا نباشد چیزکہ مردم نہ گوید چیزہا

میں یہ بھی کہہ دوں۔ کہ اگر خدا کے فضل سے میں کچھ اسلامی خدمت بجا لا سکا ہوں۔ اس میں نہ میرا کوئی احسان نہ خوبی یہ سراسر اس کا فضل ہے۔ ہاں یہ میرا فرض تھا۔ اور ہے اور انشاء اللہ رہے گا۔ مگر سوال صرف یہ ہے۔ کہ جو شخص خدا کے کرم سے بہترین خادم ثابت ہوا۔ اور جس نے اس خدمت کے بجالانے کے لئے اپنی صحت تک کی بھی پروا نہ کی۔ اور اسکی خدمت بفضلِ ایزدی بالعموم بار آور رہی ہو۔ پھر اس کے ساتھ یہ سلوک کیوں؟ اور نہیں تو پولیس کے حوالے کرنے سے پہلے کم از کم میرے لڑکوں سے دریافت کرنے میں تو کوئی دریغ نہ ہونا چاہیئے تھا۔ اس پر کچھ دام تو خرچ نہ آتے تھے

نومبر ۱۹۲۶ء میں ایک لڑکے نے میرے لڑکے پر چاقو سے حملہ کیا۔ سر پر خاصہ زخم آیا۔ اور میں نے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ بھی حاصل کیا۔ اگست ۱۹۳۹ء میں ایک اور شخص نے میرے لڑکے پر حملہ کیا۔ اور اسے قریباً سات زخم آئے۔ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ حاصل کیا گیا۔ پھر ۱۹۴۲ء میں ایک اور شخص نے میرے لڑکے پر حملہ کیا۔ قریباً نو نشان نمایاں تھے۔ مگر مجھے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ لینے سے روکا گیا۔ مگر پھر بھی میں نے بطور احتیاط نیم ڈاکٹری سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا۔ مگر مجھے تینوں بار ہی اس بناء پر سرکاری عدالت میں جانے سے روکا گیا۔ کہ اس سے قوم کی بدنامی ہے۔ یہ کیسا عجیب معاملہ ہے جب میرے لڑکوں پر کوئی وار کرے۔ تو قوم کی بدنامی کا سوال روک ہو جائے۔ اور جب کوئی دوسرا یہ کہے۔ کہ ایڈیٹر نور کے لڑکے نے وار کیا۔ تو بغیر تحقیقات یعنی بغیر میرے لڑکوں سے دریافت کئے میرے لڑکوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگوانا اور انہیں جیل میں ڈلوانا اسلئے ضروری سمجھا جائے۔ کہ اس سے مساوات قائم ہوتی ہے۔ اور پھر جب یہ بار کسی دوسرے پر آپڑے۔ تو اس مساوات کا میل لمبا پڑ جائے ع

ایں تفاوتِ راہ از کجا است تا بکجا

دنیا میں کمزوری بھی کتنی لعنت ہے۔ اگر خربوزہ چھری پر گرے۔ تو بھی خربوزے کی خیر نہیں۔ اور اگر چھری خربوزے پر گرے۔ تو بھی خربوزہ کی شامت۔ میں یہ بھی کہہ دوں۔ کہ ناظر امور عامہ یا ناظر بیت المال کا کوئی فعل خدا کے فضل و کرم سے میرے مضبوط ارادہ میں جنبش پیدا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں نے صداقت کو صداقت کی خاطر قبول کیا ہے۔ نہ کہ ناظر امور عامہ یا ناظر بیت المال وغیرہ کی خاطر۔

میں یہ بھی کہہ دوں۔ کہ میں نے حضرت اقدس کو بالعموم مہربان پایا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ بسا اوقات کارکنوں کی زیادتیوں کو میں نے صبر سے برداشت کیا ہے۔ ع

اک تیری جند بدلے میں سارا ٹبر دی توکر

میں نے اپنے اس مضمون میں دو شخصوں کا ذکر کیا ہے۔ جن میں ایک صاحب مسلمان اور ایک ہندو جنٹلمین ہیں۔ جنہوں نے اس مصیبت میں میری مدد کی۔ مسلمان جنٹلمین کا حصہ تھوڑا ہے۔ مگر پھر بھی غنیمت اور باعث شکریہ۔ مگر ہندو جنٹلمین کے احسان کو میں تمام عمر بھی نہیں اتار سکتا۔ ؎

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

میں نے عمداً ان دوستوں کے اسماء کے اظہار سے گریز کیا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے یہ معاملہ کسی ثالث کے سامنے جائے۔ اور اس طرح قبل از وقت اظہار کرنے سے انصاف کے حاصل کرنے میں روک پیدا ہو۔ ہاں ہو سکتا ہے۔ کہ میں انشاء اللہ ایک ماہ کے بعد نہایت شکریہ سے ان صاحبوں کے ناموں کا اظہار کر سکوں۔

سوویٹ روس میں مسلمانوں کی تنظیم

موجودہ عالمگیر جنگ سے پہلے سوویٹ روس کے صحیح حالات پردہ خفا میں تھے۔ برطانوی روسی اتحاد نے اس پردہ کو اٹھایا اور برطانوی ذرائع ہی سے روس کے حالات کی دلکش تصویریں منظر عام پر آنے لگیں۔ خصوصاً عربی زبان کے ذریعہ جو حالات چھپتے رہتے ہیں۔ ان سے روس میں مسلمانوں کی عام زندگی کا ایک اندازہ ہوتا ہے۔

سوویٹ روس کے زیر علم تقریباً ۸ کروڑ پچاس لاکھ مسلمان آباد ہیں۔ جو پوری روسی آبادی کی تقریباً ایک چوتھائی ہے ان میں سے ایک کروڑ ۹۰ لاکھ ترکستان میں ہیں۔ ایک کروڑ قفقاز میں۔ ۲۰ لاکھ سائبیریا میں۔ ۳۰ لاکھ لینن گراڈ کے اطراف میں۔ اور بقیہ اسی طرح روس کے مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں سے دس لاکھ سے اوپر روس کی سرخ فوج میں بھی داخل ہو چکے ہیں۔ اور قفقاز کے محاذ پر وہ اس وقت دشمنوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

روسی مسلمان سوویٹ اتحاد میں مساوی حیثیت سے شریک ہیں۔ اس کے ساتھ ان کی جداگانہ داخلی تنظیم بھی قائم ہے۔ روسی علمائے دین کی ایک مجلس مشورت قائم ہے۔ اور مسلمانانِ روس کے عام انتخاب سے ان علمائے دین میں سے ایک "مفتی" کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ جس کو "شیخ الاسلام" کا مرتبہ حاصل ہے۔ آج کل اس جلیل القدر منصب پر یوسولیف عبد الرحمٰن فائز ہیں۔ ۱۹۳۶ء میں انہیں مسلمانانِ روس کی نمائندہ انجمنوں نے اس عہدہ کے لئے منتخب کیا تھا۔ اس عہدہ پر ان کا انتخاب سابق مفتی روس فخر تدینوف رضاء الدین کی وفات کے بعد عمل میں آیا تھا مفتی رسولیف عبد الرحمٰن جمعیۃ علمائے اسلام روس کی صدارت عظمیٰ کے منصب پر بھی فائز ہیں۔ جمعیۃ علمائے مسلمانانِ روس نے ۱۸ جولائی ۱۹۴۱ء کے ایک منشور میں مسلمانانِ روس کو موجودہ جنگ میں شریک ہو کر دشمنوں سے ملک کو بچانے کی دعوت دی تھی

مفتی رسولیف عبد الرحمٰن روس کے ممتاز اہل علم میں شمار کئے جاتے ہیں۔ دینی و علمی موضوعوں پر ان کی قابل قدر تصنیفات ہیں۔ اس وقت ۶۰ سال کی عمر ہے۔ قد درمیانی۔ آنکھوں سے ذکاوت و فراست ٹپکتی ہے۔ چہرہ پر خوبصورت حنائی ڈاڑھی ہے۔ جسم پر ڈھیلے ڈھالے مشرقی کپڑے۔ اور سر پر ترکی ٹوپی ان کے کمرے میں عربی۔ فارسی۔ ترکی اور تاتاری زبان کی کتابوں کا قیمتی ذخیرہ موجود ہے۔ جن میں تقریباً سو نادر قلمی کتابیں ہیں۔ روس میں اسلامیات پر کتابوں کا یہ نادر ذخیرہ تصور کیا جاتا ہے۔ سوویٹ روس کے مختلف خطوں میں اس وقت ہزاروں اسلامی مدرسے۔ مسجدیں اور کتب خانے قائم ہیں۔ جن سے مسلمانانِ روس کی ہیئت اسلامی کی تنظیم قائم ہے۔ اس طرح مسلمانانِ روس ایک طرف سیاسی حیثیت سے سوویٹ روس میں مساوی طور پر شریک ہیں۔ اور دوسری طرف اپنی دینی جمعیتوں کے ذریعہ آزادی کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور ایند سنز کی تیار کردہ بہترین و مشہور آفاق ادویہ

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ کگرے۔ جالن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا دھند۔ غبارہ۔ پڑ بال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھتے ہیں۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ۔

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے۔ لہذا آپ کو بھی یہ موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کا موتی سرمہ استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا موتی سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔"

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلاشبہ کمزوری اور نقاہت سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی مصیبت نہیں۔ اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں۔ کیونکہ دل میں نئی امنگ۔ اعصاب میں نئی ترنگ۔ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا کمزور کو زور آور اور زور آور کو شہ زور نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے محصولڈاک علاوہ

جناب ملک شیر محمد خاں صاحب کوٹ رحمت خاں

سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میرے جسم میں جسقدر خطرناک عوارض تھے۔ مثلاً فالج۔ لقوہ۔ پیشاب کا جلن سے آنا۔ اکسیر البدن کے ذریعہ ان سب کو آرام آگیا۔ آپ جس دیانتداری سے ادویات تیار کرتے ہیں۔ اسکی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ کی ادویات کی تعریف جو اشتہاروں میں درج ہے۔ ان کے اثرات اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں۔"

اکسیر اکبر
جس کا اثر مستقل ہے

اکسیر البدن کے علاوہ اس میں حسب ذیل اجزاء شامل ہیں:۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ یوہمبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ یہ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اسکی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونکدی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف یا ضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ میں قیمت ہر لئے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت بیس روپے (۲۰) محصولڈاک علاوہ

اکسیر اکبر سے ۵۴ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد خاں صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض کو جسکی عمر پینتالیس سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اور جسکو کمزوری قریباً بیس سال سے تھی۔ استعمال کرائی گئی۔ اور دوران استعمال میں حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہو گئی۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔" اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپ کی پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرہ میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے۔ اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گنٹھیا کے درد۔ عرق النساء کے درد۔ معدہ کے درد۔ جگر کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کے لئے تیر بہدف ہے۔ جلے ہوئے آبلہ۔ زخم۔ بخار۔ ہیضہ۔ بدہضمی کے لئے اکسیر ہے۔ قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک علاج ہر مفصل حالات پر چہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے علاوہ

تریاق اعظم سے جاں بلب مریض کو شفا ہو گئی

جناب مسٹر خلیل الرحمن صاحب پوسٹ ماسٹر ایرا آبزرویٹری آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میں نے تریاق اعظم نامی دوا آپ سے منگوائی۔ میں اسکی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے۔ یہ تریاق ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ میرے پڑوس میں ایک جاں بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہو گئی۔ اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں۔ جن میں آڑے وقت میں یہ تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی۔ آپنے ایسی دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ اگر اسے زندگی کا رہبر کہا جائے تو بجا ہے۔ ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں۔"

اکسیر بواسیر

یہ نامراد اور موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اسکی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بدقسمتی سے اس نامراد مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ یہ کسی قسم کا ہو۔ زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے محصولڈاک علاوہ۔

تین شیشی اور بھیجئے

جناب بابو سالم اکبر صاحب ہیڈ کلرک اچھاپور نواب گنج سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے اپنے ایک دوست کے لئے پہلے بھی اکسیر بواسیر نامی دوائی آپ سے منگوائی تھی۔ جس سے وہ دوست ایک سال تک بہت اچھے رہے۔ ان کو دیکھ کر اب اور مریضوں نے بھی خواہش ظاہر کی ہے۔ لہذا بدیں خط ہذا تین شیشی اکسیر بواسیر اور بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیجئے۔"

اکسیر بچگان

یہ دوا چھوٹے بچوں کے لئے واقعی اکسیر ہی ہے۔ اسی لئے اس کا نام اکسیر بچگان رکھا گیا۔ اسہال ہر قسم پیچش اور بچوں کے سوکھا پن وغیرہ کے لئے یہ دوا بفضلہ خدا تیر بہدف ہے۔ سبز رنگ کے اسہالی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوکھا پن وغیرہ سے اکثر بچے ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہ دوا ان عوارض کیلئے تریاق ہے۔ اور پھر بڑی عمر والوں کیلئے بھی اسہال پیچش وغیرہ میں یہ دوا بہت مفید ہے۔ ایک شیشی کی قیمت صرف دو روپے محصول ڈاک علاوہ

موتی دانت پوڈر

یہ دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے ایک روپیہ محصول ڈاک علاوہ

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا آنکھوں میں ہر وقت اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بیچینی گھبراہٹ۔ سستی۔ اور اودا سی چھائی رہتی ہو کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو جسم میں سخت کمزوری ہو۔ ان کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کیلئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے آپکو بے نیاز کر دیگا ایک ماہ کی خوراک جسمیں پندرہ تولہ دوا ہے قیمت پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باؤ گولہ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ قے۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا سر چکرانا۔ کرم شکم۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی دمہ وغیرہ کیلئے یہ بہدف ہے۔ دودھ۔ گھی۔ مکھن۔ بالائی۔ انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت دینے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بینظیر چیز ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے محصول ڈاک علاوہ

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ اگر آپکا معدہ صاف ہے۔ تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو۔ تو تمام گھر کی فضاء اس قدر خراب ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے۔ اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے قبض کشا گولیاں کیا ہیں۔ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت ایک سو گولی دو روپے محصول ڈاک علاوہ

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے خرچ کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اسکی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہے۔ یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دیں گی۔ قیمت ڈیڑھ صد گولی دو روپے محصول ڈاک علاوہ۔

سند یافتہ ڈاکٹر کی رائے کہ یہ گولیاں تیر بہدف ہیں

جناب ڈاکٹر گوہر الدین صاحب سول ہسپتال منجان اپر برما سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "تین سو گولی کا آرڈر پہلے دے چکا ہوں۔ پانچ سو گولی کا اور آرڈر دیتا ہوں۔ فوراً روانہ کیجئے۔ واقعی یہ گولیاں افیون چھڑانے کیلئے تیر بہدف ثابت ہوئیں۔ اور ان کے ذریعہ افیون بآسانی چھٹ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ایجاد کیلئے بجزائے خیر دے"

اکسیر دمہ

اگرچہ بیماری تو ہر ایک ہی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ مگر مرض دمہ سے تو خدا کی پناہ۔ کیونکہ یہ ایسا نامراد مرض ہے کہ اسکی وجہ سے نہ اٹھتے نہ بیٹھتے۔ نہ سوتے نہ جاگتے۔ نہ چلتے نہ پھرتے حتیٰ کہ مریض کو کسی پہلو بھی چین نہیں آتا۔ اگر دمہ کے مریض کو زندہ درگور کہا جائے تو صحیح ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس موذی مرض سے بچائے ہم نے سالہا سال کی محنت شاقہ اور وسیع تجربے کے بعد اکسیر دمہ نامی دوا تیار کی ہے۔ جو زیادہ سے زیادہ دو ہفتہ میں خدا کے کرم سے اس ظالم مرض سے چھٹکارا دلا دیتی ہے۔ قیمت صرف تین روپے محصول ڈاک علاوہ

جناب ملک شیر محمد خاں صاحب رئیس کوٹ رحمت خاں سے تحریر فرماتے ہیں کہ "سالانہ جلسہ پر جو آپ سے اکسیر دمہ اکسیر الہدیٰ اور اکسیر اکبر لایا۔ استعمال کیں۔ حیران رہ جاتا ہوں۔ اور خیال پر خیال آتا ہے۔ کہ یہ نسخہ آپنے کہاں سے حاصل کیا۔ اگر میں پورا بیان کروں تو ملاک بھی سر بسجود ہو جائے۔ بلاشبہ آپکی ادویہ سے بجھتی ہوئی شمع پوری طاقت سے روشن ہو جاتی ہے۔ ان کی خوبیاں صرف استعمال سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔ الفاظ میں کیسے بیان ہوں۔ آپ کی محنت اور کوشش پر بے ساختہ جزاکم اللہ احسن الجزاء کہنے کو جی چاہتا ہے۔ ان بینظیر فوائد کے سامنے قیمت کی کوئی حقیقت نہیں۔

اکسیر جریان

اس نامراد مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے سر میں درد۔ طبیعت سرد۔ چہرہ زرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی۔ غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک ایسا مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اسکی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی۔ تو بھی تھوڑی تھی۔ مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اسکی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

بیس سالہ احتلام اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب منگھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں۔ کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی اسی سے اس حد تک فائدہ ہوا۔ کہ بیس سال کے امراض احتلام۔ جریان۔ سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس ایجاد کیلئے آپ کو جزائے خیر دے"

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو۔ تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے۔ لگ جاتا ہے۔ ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جسکی خوشبو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے۔ جس طرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے۔ اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے کافی ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

بال اڑانے کی خوشبودار دوائی

اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بہ صفائی کمال جڑ سے دور ہو جاتے ہیں۔ قیمت ایک شیشی آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

تریاق درد گردہ

درد گردہ بہت ہی تکلیف دہ بیماری ہے۔ اسکا ہیچ کنی کے لئے یہ بہترین دوا ہے۔ قیمت صرف دو روپے محصول ڈاک علاوہ

تمام ادویات کے ملنے کا پتہ:۔ مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)